کتاب 'قرآن کریم میں نظم و مناسبت' کا تعارف

تعارف و تبصرہ۔ محمد عبداللہ صالح
گورنمنٹ کالج بھکر

کتاب :	قرآن کریم میں نظم و مناسبت	مصنف :	ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی	صفحات :	۲۶۸
ناشر :	انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔	ملنے کا پتا	پبلیکیشن ڈویژن، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا۔		

قرآن حکیم علوم و معارف کا بے بہا خزانہ ہے اسکے عجائبات و اسرار بے شمار ہیں. ہر دور میں اسکے مختلف پہلوؤں پر علماء و مفسرین داد تحقیق دیتے رہے ہیں جس سے تحقیق کے نئے گوشے اور اعجاز کے کئی پہلو سامنے آئے ہیں قرآنی مطالعات کے یہ پہلو جہاں علمی بصیرت، فکر و تدبر اور تحقیق و جستجو کا سامان ہیں وہاں حالات کی ضرورت اور قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کا ایک شاندار ثبوت بھی ہیں۔

ہمارے پیش نظر اس وقت ڈاکٹر عبید اللہ فلاحی کی کتاب ہے. قبل اس کے کہ کتاب کے مندرجات اور مضامین پر گفتگو کی جائے مناسب ہو گا کہ فاضل مصنف کا مختصر تعارف پیش کیا جائے.

ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، کے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز میں ریڈر (ایسوسی ایٹ پروفیسر) ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھا چنانچہ زیر نظر تصنیف بھی اسی دور کی کاوش ہے بقول مصنف "اس کتاب کا ابتدائی خاکہ اسوقت ذہن میں آیا جب وہ (۱۹۷۹۔۱۹۸۰) میں جامعہ الفلاح بلیریا گنج اعظم گڑھ (یوپی) میں 'تخصیص فی القرآن' کے طالب علم تھے" ڈاکٹر فلاحی اب اس میدان کے شہسوار ہیں آپ کے کئی مضامین عربی و انگریزی زبانوں سے ترجمہ ہو کر ملکی و بین الاقوامی تحقیقی مجلّات میں طبع ہو چکے ہیں۔ آٹھ کے قریب علمی و تحقیقی تصنیفات منصۂ شہود پر آچکی ہیں. عربی، انگریزی اور اردو زبانوں میں اظہار خیال کی مہارت رکھتے ہیں ترجمہ شدہ کتب کی تعداد بائیس سے متجاوز ہے. قدیم و جدید علوم و معارف سے یکساں طور پر بہرہ وافر پایا ہے. ان تمام تر صلاحیتوں اور کاوشوں کے ساتھ ابھی تک نوجوان ہیں تحقیقی و تصنیفی دنیا ان کو مزید بار آور دیکھنے کی آرزو مند ہے۔

زیر نظر تصنیف میں فاضل مصنف نے ابتدائی چھ صدیوں میں قرآنی نظم کے ادبی مطالعات اور تجزیات کو پیش کیا ہے چنانچہ اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر ڈاکٹر فلاحی لکھتے ہیں "اردو میں نظم و مناسبت پر جو تحریریں شائع ہوئی ہیں اور اس سیاق میں جو ادبیات تیار کی گئی ہیں ان میں دور اول کے علماء ادب و بلاغت کا حوالہ بہت کم ملتا ہے اس پہلو

کے پیش نظر کتاب کو اردو ادبیات میں ایک اضافہ تصور کیا جاسکتا ہے۔ (افتتاحیہ، ص ١٠).

ڈاکٹر فلاحی نے کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے ابواب کی ترتیب یہ ہے۔

پہلاباب : نظم قرآن کی ابتدائی تاریخ،

دوسراباب : نظم قرآن کے ادبی مطالعات،

تیسراباب : نظم قرآن کا پہلا مصنف : عبدالقاہر جرجانی، یہ باب دو فصلوں میں منقسم ہے پہلی فصل : علامہ جرجانی کی حیات وخدمات، دوسری فصل : نظریہ جرجانی پر چند جدید مطالعات،

چوتھاباب :علامہ زمخشری اور نظم قرآن، آخر میں خلاصہ بحث ہے۔

پہلے باب میں ڈاکٹر فلاحی 'نظم قرآن کی ابتدائی تاریخ' کے عنوان سے دوراول کے علماء وادباء کے نزدیک قرآن میں ترتیب ومناسبت کے اظہار کے لئے نظم ومناسبت کی اصطلاحات کی وضاحت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں 'قرآن پاک کے سیاق میں آیات والفاظ کے درمیان قربت، ہم آہنگی اور ربط کی تلاش کا علم دوراول کی تحریروں میں علم مناسبت اور علم نظم کے ناموں اور اصطلاحوں سے موسوم تھا (ص ١٨) اس علم کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر لکھتے ہیں "اس سے کلام کے اجزاء ایک دوسرے سے مربوط ہو جاتے ہیں اور معنی میں کشش، قوت اور تاثیر بڑھ جاتی ہے، قرآن میں بیان کردہ آفاقی ونفسی اور تاریخی دلائل کی حکیمانہ ترتیب سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے استدلال میں اضافہ، اثرآفرینی اور قوت وجاذبیت دوچند ہو جاتی ہے (ص ١٨، ١٩)

قرآن حکیم میں نظم وربط کی بحث میں علماء ومفسرین ابتداء ہی سے دوگروہوں میں منقسم ہیں ایک وہ جو نظم قرآن حکیم کا شدت سے قائل ہے اور دوسرا وہ جو اس کا مخالف ہے۔ ڈاکٹر فلاحی نے نہایت دیانتداری اور غیر جانبداری کے ساتھ دونوں نقطہ ہائے نظر کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ عدم نظم کے قائلین کے دلائل دیتے ہوئے رقمطراز ہیں "نظم اور مناسبت کو فہم قرآن کیلئے کلید ماننے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ عام مسلمان ہدایت ربانی سے محروم ہو جائے گا کیونکہ ربط ومناسبت تک رہنمائی ہر شخص کے بس کی بات نہیں اس کے لئے وسیع علم، عمیق تدبر اور مسلسل ریاضت و مجاہدہ درکار ہے۔ تاہم مصنف نے بڑی عمدگی کے ساتھ دور اول کے مفسرین کے حوالہ سے مذکورہ نقطہ نظر کے حاملین کا تجزیہ کیا ہے۔ اس باب میں ڈاکٹر فلاحی نے نظم ومناسبت کی بعض دیگر شکلیں بھی بتائی ہیں مثلاً لفظی قربت، تشکیلی مشابہت، موافقت، ساخت اور اظہار وحدت، تنظیر، مضاوہ، استطراد، احسن التخلص، فواتح و خواتم، (ص ٤٤۔٥١) دوراول میں اس علم کے حامیوں میں شیخ ابوبکر نیشاپوری، امام ابو داؤد سجستانی، امام فخر الدین رازی، شیخ محی الدین ابن العربی، علامہ جلال الدین سیوطی اور شیخ ولی الدین ملوی کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان علماء نے نظم ومناسبت کا نہ صرف اثبات کیا ہے بلکہ بعض نے قرآن کی تفسیر کرتے وقت اسکا التزام بھی کیا ہے۔

155

دوسرے باب میں " نظم قرآن کے ادبی مطالعات ، کے عنوان سے فاضل مصنف نے تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے علماء ادب وبلاغت کا ادبی مطالعہ پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں مصنف لکھتے ہیں " دور اول میں قرآن میں نظم و مناسبت پر جو کتابیں تحریر کی گئیں اور قرآن کے معجزانہ ادب وبلاغت پر جو نظریات اور افکار پروان چڑھے ان پر علماء ادب وبلاغت کے اثرات نمایاں رہے ، (ص ٦١) اس دور میں قرآن کا اعجاز اس کے دروبست ، فواصل و قوافی کے نظام ، استعارات و تشبیہات کے استعمال اور کنایاتی طرز تحریر میں زیادہ نمایاں کیا گیا ہے (ایضاً) مصنف نے جن علماء ادب و بلاغت کو مطالعات کا موضوع بنایا ہے ان میں ابن قتیبہ (٢١٣۔ ٢٧٦ ھ)، ابوالحسن علی بن عیسیٰ رمانی (٢٩٦۔ ٣٨٤ ھ)، قاضی عبدالجبار اسدآبادی (٣٠٩۔ ٤١٥ ھ) محمد بن محمد خطابی (٣١٩۔ ٣٨٨ ھ) اور ابن جعفر باقلانی (٣٣٨۔ ٤٠٣ ھ) شامل ہیں۔ ان کے افکار و نظریات قرآنی نظم و مناسبت کے میدان میں سرمایہ ہیں۔ ان ادیبوں اور علماء نے قرآن کے ادبی اعجاز اور نظم و مناسبت کے معجزانہ پہلو پر اتنی بحثیں کی ہیں کہ ان سے قرآنی ادب کے متعدد نئے گوشے سامنے آگئے ہیں اور نظم و مناسبت کے علم میں بڑی وسعت پیدا ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر فلاحی کے خیال میں رمانی کو نظریہ صرف کا ترجمان سمجھا جاتا ہے (نظریہ صرف قرآن حکیم کے اعجاز کے متعلق معتزلہ کے اس نظریہ کو کہتے ہیں کہ اہل عرب قرآنی چیلنج کے جواب میں قدرت رکھنے کے باوجود اس کا جواب دینے سے قاصر رہے امام زرکشی کے بقول ، پوری امت کا اتفاق ہے کہ نظریہ صرفہ کو ماننے سے یہ لازم آئے گا کہ زمانہ چیلنج گزرنے کے ساتھ قرآن کا اعجاز (نعوذباللہ) زائل ہو جائے اور اس صورت میں قرآن معجزہ نہ رہ سکے۔ جبکہ متفقہ طور پر یہ بات طے ہے کہ حضرت محمدؐ کا یہ دائمی معجزہ ہے) (البرہان ، ٩٤/٢)۔ چنانچہ اس نے اپنے نظریہ اعجاز کے ذریعے اس نقطہ نظر کو تقویت دی (ص ٤٧)، قاضی عبدالجبار اسدآبادی کی بابت لکھتے ہیں " جو لوگ عام طور پر فن نظم کا بانی عبدالقاہر جرجانی کو قرار دیتے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جرجانی سے بہت پہلے اس معتزلی مصنف نے اس فن کی بنیاد رکھ دی تھی (ص ٨٩) علامہ باقلانی کی کتاب 'اعجاز القرآن' کو قرآن حکیم کے ادبی مطالعہ میں اہم مقام حاصل ہے چنانچہ مصنف رقمطراز ہیں " واقعہ یہ ہے کہ باقلانی کو ایسے پل کا مقام حاصل ہے جس پر سے بلاغت قرآن کے مصنفین اور ادباء مبہم اور منتشر انفرادی خیالات سے گزر کر پختہ ، سلیم اور مستحکم افکار تک پہنچتے ہیں۔ جہاں تنظیم وارتباط ، علم اسلوب اور واضح شاہراہ موجود ہے۔ باقلانی کا یہ ممتاز انفرادی کارنامہ ایسا ہے جس پر بجا طور پر اسے ایک ایسے مدرسے کا نام دیا جا سکتا ہے جہاں سے علماء بلاغت کی ایک کھیپ فارغ ہوئی اور قرآنی ادب کے مصنفین جوق در جوق فارغ التحصیل ہوئے (ص ، ٩٣)

تیسرا باب " نظم قرآن کا پہلا مصنف : عبدالقاہر جرجانی ، کے عنوان سے مزید دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلی فصل ، علامہ جرجانی کے حالات و خدمات ، دوسری فصل ، نظریہ جرجانی پر چند جدید مطالعات ، فاضل مصنف کے بقول علامہ جرجانی کی دو کتب دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ ، کو اسلوب بدیع اور اعجاز القرآن پر شاہکار کی حیثیت حاصل

ہے۔ اول الذکر کتاب کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اسمیں جرجانی نے معتزلہ کے نظریہ صرفہ کی تردید کی ہے مزید بر آں قرآن حکیم اپنی حفاظت وبلاغت کی وجہ سے معجزہ ہے ان کے خیال میں ہر نبی کو ایسا معجزہ دیا گیا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی نبوت کو ثابت کرتا ہے۔ نبی اکرم حضرت محمدؐ کا معجزہ قرآن ہے اور اس وقت نظم کی شکل میں بیان بلاغت اور تعریف نے قرآن کے اعجاز کو دوام بخشا ہے (ص، ۴۵) فاضل مصنف نے علامہ جرجانی کا مطالعہ جن دیگر پہلوؤں سے کیا ہے ان میں بلاغت اور نظم، فکر الفاظ و معانی اور نظم، علم نحو اور نظم، علم معانی اور نظم، علم بیان اور نظم اور علم بدیع اور نظم شامل ہیں ان کے خیال میں جرجانی کو مناسبت اور نظم کا پہلا باقاعدہ مصنف قرار دیا جاسکتا ہے۔

باب مذکورہ کی دوسری فصل میں ڈاکٹر فلاحی نے، نظریہ جرجانی پر چند جدید مطالعات، پیش کیے ہیں۔ لکھتے ہیں دور جدید میں مشرق و مغرب میں ہر جگہ جرجانی مکتب فکر پر تحقیقات ہو رہی ہیں اس ضمن میں فاضل مصنف نے ان جدید مطالعات میں جن علماء/ادباء کو لیا ہے ان میں استاد خلف اللہ، استاد محمد ابراہیم، ڈاکٹر ابراہیم انیس، ڈاکٹر صدوی طبانہ، امام فراہی، ڈاکٹر طٰہٰ حسین، استاد امین خولی، ڈاکٹر مندور اور حفاجی، ڈاکٹر مصطفیٰ ناصف، ڈاکٹر درویش جندی، اور ڈاکٹر احمد بدوی شامل ہیں۔ تاہم مصنف کے خیال میں دور جدید میں علامہ جرجانی کو مطالعہ و مباحثہ کا موضوع بنانے والے غالباً سب سے پہلے استاد محمد عبدہ ہیں جن کی فکر اسلامی اور ادبی خدمات نے یکساں طور پر موافقین اور مخالفین سے اپنی اہمیت منوائی ہے (ص ۱۵۱)

استاد خلف اللہ اپنے مطالعہ میں علامہ عبدالقاھر جرجانی کو علم بلاغت میں ارسطو اور یونانی ثقافت سے متاثر قرار دیتے ہیں تاہم ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے خیال میں عبدالقاھر جرجانی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یونانی اور عربی علم بیان کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور علامہ جرجانی کی دو کتابوں دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ، کا مطالعہ اس رائے کی تصدیق کرتا ہے۔ (ص ۱۷۶) ڈاکٹر احمد لاوی نے جرجانی کے فکر و فن اور حیات پر بڑی مفصل بحث کی ہے انہوں نے یونانی ثقافت سے جرجانی کی تاثیر پذیری کے ضمن میں اپنی کتاب (عبدالقاھر و جھودہ فی البلاغۃ العربیہ) میں مفصل بحث کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ نے یونانی زبان سے استفادہ کرنے کی بجائے علماء عرب کو اپنا محور و مرکز بنایا ہے نیز انہوں نے کہیں یہ بات نہیں لکھی کہ ان کی فکر کا سرچشمہ ارسطو یا دوسرے یونانی فلاسفر ہیں۔ ساتھ ہی استاد خلف اللہ پر زبردست نقد و جرح کرتے ہیں جو جرجانی فکر کے ڈانڈے یونانی ثقافت سے ملاتے ہیں (ص، ۱۸۸)

چوتھے باب میں ڈاکٹر فلاحی نے "علامہ زمخشری اور نظم قرآن" کا بھرپور اور منظم جائزہ پیش کیا ہے مصنف کے خیال میں علامہ زمخشری کی سب سے اہم تصنیف الکشاف ہے جو قرآن حکیم کی ادبی وبلاغتی تفسیر ہے زمخشری کے نظریہ اعجاز کی بابت لکھتے ہیں 'معتزلہ عام طور پر نظریہ صرفہ کے قائل ہیں لیکن زمخشری راسخ العقیدہ معتزلی ہونے کے باوجود اس نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے ان کے نزدیک قرآن دو پہلوؤں سے اعجازی صنعت کا حامل ہے ایک تو اپنے نادر الوجود نظم و ترتیب کی وجہ سے اور دوسرے غیب کی پیش گوئیوں کی وجہ سے (ص، ۲۰۴)۔ زمخشری کے نظم

قرآن کے پہلو کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں "نظم قرآن کے محاسن و خصوصیات اور اس کے لطائف و عجائبات اس وقت تک منکشف نہیں ہو سکتے جب تک قاری ان ادبی مباحث کا ذوق نہ رکھتا ہو۔ زمخشری تفصیل سے ان اداب و شرائط کا ذکر کرتے ہیں جو تفسیر قرآن کے لئے ناگزیر ہیں (ص ۲۰۶)

ڈاکٹر فلاحی نے الکشاف کے جن دیگر پہلوؤں سے تعرض کیا ہے ان میں قرآن کا ادبی اسلوب، ربط آیات، نظم قرآن اور اختلاف قرأت اور تحقیق الفاظ شامل ہیں تاہم زمخشری کے نظریہ نظم پر ایک سوال محل نظر ہے کہ بعض مقامات پر ان کا قائم کیا ہوا نظم سطحی ہے اور اسمیں کچھ باقاعدہ معنویت نظر نہیں آتی لیکن یہ ماننا پڑیگا کہ تفاسیر کی دنیا میں کشاف نے سب سے پہلے اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا اور قرآن کو منظم و مربوط دکھانے کی کوشش کی (ص، ۲۱۴)

کتاب کے چار ابواب کے مباحث کے مطالعے کے بعد قاری کو تشنگی اور طلب کا مزید احساس ہونے لگتا ہے وہ اپنے قدیم علماء ادب و مفسرین کے ساتھ ساتھ عصری ادب تفسیر میں بھی نظم قرآن کو دیکھنے کا خواہشمند ہے. ہمیں امید ہے، کہ ڈاکٹر فلاحی مایوس نہیں کریں گے کیونکہ ان کے بقول "قارئین کو اس کتاب کے مندرجات سے تشنگی ضرور محسوس ہوگی کیونکہ اس کا دائرہ بحث ادب و بلاغت تک محدود ہے مگر میری دوسری تصنیف (جو مرتب شکل میں موجود ہے اور طباعت کے مراحل سے گزرنے کی منتظر ہے) اس تشنگی کو انشاء اللہ دور کردے گی جسمیں نظم قرآن کے مشہور مفسرین کا تجزیہ کیا گیا ہے (افتتاحیہ، ص ۱۱)

مصنف نے کتاب کی ترتیب میں ہندوستان کے معروف اہل علم سے راہنمائی حاصل کی ہے اگرچہ یہ فہرست طویل ہے تاہم نمایاں طور پر مولانا جلیل احسن ندوی، مولانا تقی امینی، مولانا نظام الدین اصلاحی، سید جلال الدین عمیری، پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی اور مولانا محمد عنایت اللہ سبحانی جیسے ارباب علم و فضل شامل ہیں.

حواشی و تعلیقات ہرباب کے آخر میں نمبروں کی ترتیب کے ساتھ درج کردیئے گئے ہیں. منتخب کتابیات کی فہرست آخر میں دے دی گئی ہے. مراجع و مصادر پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے اصل ماخذ تک پہنچنے کی پوری کوشش کی ہے۔ تاہم کتاب میں کچھ چیزیں توجہ طلب ہیں. امید ہے کہ فاضل مصنف اس طرف ضرور متوجہ ہوں گے. آیات قرآنیہ پر اعراب نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں رموز و اوقاف کا لحاظ رکھا گیا ہے جس سے قاری کو شدید الجھن ہوتی ہے. بعض مقامات پر ناموں کا اختلاف نظر آتا ہے. مولانا حمید الدین فراہی کو اکثر مقامات پر مولانا عبدالحمید فراہی لکھا گیا ہے اسی طرح صفحہ ۲۳۲ میں حضرت عیسیٰ کی جگہ حضرت موسیٰ کا نام درج ہوگیا ہے. پروف خوانی پر بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ ان باتوں سے قطع نظر کتاب اردو میں قرآن کی بلاغت اور جمالیات پر خوش آیند تصنیف ہے اور اعجاز القرآن کی مزید راہیں اس سے کھلیں گی. مستشرقین قرآن حکیم پر نظم و ربط کے حوالے سے بہت واویلا مچاتے ہیں یہ کتاب اس اعتراض کا بھی مثبت جواب ہے۔